صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی تک کے ان سَنتوں کا ذکر کیا ہے جن کے تصورات کے مطابق تمام مخلوقات کا منبع صرف باری تعالی ہے اور اسی لیے تمام انسان ایک ہی برادری یا خاندان سے تعلق رکھتے ہیں چناں چہ ایسے عمل سے احتراز کرنا چاہیے جو دوسروں کی دل آزاری کا باعث ہو، ان سنتوں میں جا بھوجی، دھنا، سنت، پیپا، جسنا تھ جی، سنت دادو، غریب داس، لال داس، سنت چرن داس، میرا بائی، سنت دریاؤ، سنت ہری رام داس وغیرہ قابل ذکر ہیں، ان سنتوں نے جو مذہبی اور غیر مذہبی الفاظ و اصطلاحات استعمال کی ہیں، یہاں ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

ساتواں اور آخری باب ''راجستھانی میں اردو کے قدیم نمونے: سَبد، دوہے اور ریختے'' کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں راجستھانی زبان (خواہ اس کا رسم الخط ناگری ہو یا فارسی) میں رائج مختلف شعری ہیئتوں کے حوالے سے اردو کے ارتقائی سفر کی تفہیم کی کوشش کی گئی ہے، پچھلے باب میں جن سنتوں کا ذکر کیا گیا ہے اس بات میں ان کی تخلیقات کے ذریعے زبان و بیان پر روشنی ڈالی گئی ہے، ڈاکٹر صاحب کے خیال میں اگر رسم الخط کو نظر انداز کر دیا جائے تو راجستھانی میں لکھے گئے دیوناگری، سَبد، دوہے اور ریختے اس فصل کو پر کرتے ہیں جو شمالی ہند میں چودھویں صدی سے سترھویں صدی کے درمیانی عرصے کو محیط ہے آخر میں معاون کتب و رسائل کی فہرست بھی دی گئی ہے بہ حیثیت مجموعی یہ کتاب نہ صرف دعوت فکر دیتی ہے بلکہ اپنے موضوع سے انصاف بھی کرتی نظر آتی ہے۔

۴۔ کتاب کا نام : ''اُصول ادبی تحقیق''
مؤلف :ڈاکٹر عطش درانی
ناشر : نذیر سنز ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور
ضخامت :۳۲۰صفحات
اشاعت :۲۰۱۱ء
مبصر :انعام الحق عباسی پی ایچ۔ڈی اسکالر شعبہء اُردو سندھ یونیورسٹی، جام شورو۔

تحقیق، اُصول تحقیق اور رسمیات تحقیق پر اُردو میں اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن جن کتب اور مجموعہ مقالات کو پذیرائی ملی ان میں فن تحقیق از ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں، اصول تحقیق و ترتیب متن از ڈاکٹر تنویر احمد علوی، ادبی تحقیق کے اُصول از ڈاکٹر تبسم کاشمیری، متنی تنقید از ڈاکٹر خلیق انجم، ادبی تحقیق: مسائل اور تجزیہ از رشید حسن خاں، اردو میں اصول تحقیق (دو جلدیں) مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، رسمیات مقالہ نگاری از ڈاکٹر

معین الدین عقیل، تحقیق کا فن از ڈاکٹر گیان چند وغیرہ شامل ہیں۔

جس طرح تحقیق میں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی اور امکانات ہمیشہ قائم رہتے ہیں اسی طرح رسمیات تحقیق میں بھی جدت کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ آج کے اس تیز رفتار ترین دور میں جہاں ہر چیز کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ادبی تحقیق کے اصولوں کو بھی زمانے سے ہم آہنگ کیا جائے اس ضمن میں ڈاکٹر عطش درانی کی کاوشوں کی داد نہ دینا یقیناً زیادتی ہوگی، ڈاکٹر صاحب کثیر التصانیف اور صاحب علم و فضل شخصیت ہیں وہ اصول تحقیق میں باقاعدہ سند یافتہ ہیں اور ادبی تحقیق کے ایم فل/ پی ایچ ڈی سطح کے کورس ورک تیار کرنے اور پڑھانے کا برسوں کا تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب ''جدید رسمیات تحقیق'' (مطبوعہ ۲۰۰۵ء) پہلے ہی علمی حلقوں میں پذیرائی حاصل کر چکی ہے اور اب ''اصول ادبی تحقیق'' طلبہ و اساتذہ کو دعوتِ مطالعہ دے رہی ہے، ذیل میں اس کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

''اصولِ ادبی تحقیق'' بیس ابواب پر مشتمل ہے ان ابواب کو اصول، تاریخی روایت، ادب اور اقسام تحقیق اور مقالے کی تیاری جیسے جلی عنوانات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا جلی عنوان ''اصول'' ہے جو صرف ایک باب ''تحقیق کی مبادیات'' پر مشتمل ہے۔ اس باب میں تحقیق کی تعریف، تحقیق: فن، سائنس یا تکنیک، تحقیق کی سائنسی و ادبی بنیاد، محقق کے خواص، تحقیقی اقدامات، مراحل، تحقیق کار کے اوصاف، تحقیقی عمل، عالمانہ انتقاد جیسے موضوعات پر تفصیل سے اظہار خیال کیا گیا ہے۔

دوسرا جلی عنوان ''تاریخی روایت'' ہے یہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ ۱۔ مغرب میں تحقیق کی تاریخ ۲۔ اسلام میں تحقیق کی روایت ۳۔ اردو ادب میں تحقیق کی روایت ۴۔ اردو میں تدوین متن کا جائزہ۔

تیسرا جلی عنوان ''ادب اور اقسام تحقیق'' ہے اس کے تحت آٹھ ابواب شامل ہیں۔ ۱۔ تحقیق کی اقسام ۲۔ دستاویزی ادبی تحقیق ۳۔ اصول تدوین متن ۴۔ تجزیاتی، تقابلی یا بیانیہ تحقیق ۵۔ مطالعہ احوال ۶۔ ادب میں تجزیاتی تحقیق ۷۔ اردو اطلاعیات اور برقیاتی تحقیق ۸۔ ادبی تحقیق کا مستقبل۔

چوتھا جلی عنوان ''مقالے کی تیاری'' ہے اس میں سات ابواب دیے گئے ہیں۔ ۱۔ خاکہ سازی یا تحقیقی تجویز کی تیاری ۲۔ تحقیقی ذرائع کا استعمال ۳۔ کاغذی آلات تحقیق ۴۔ مواد کا اندراج اور تسوید ۵۔ قرطاس تحقیق کا طرز ہیئت ۶۔ اسلوب مقالہ و انداز بیان ۷۔ مابعدیات پیشکش۔

''اصول ادبی تحقیق'' اپنے موضوع کے اعتبار سے غائر مطالعے کی متقاضی ہے، اس لیے صرف عنوانات کے تعارف پر اکتفا کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ماخذ کے تحت اردو اور انگریزی کتب کے علاوہ ویب سائٹس کے حوالے بھی موجود ہیں جس سے نہ صرف اس کتاب کی وقعت میں اضافہ ہوا ہے بلکہ یہ کتاب